طاغوت کے تعاون سے جہاد

شرعی جائزہ

تالیف: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد ابراہیم سلفی حفظہ اللہ
نظر ثانی: فضیلۃ الشیخ مفتی عبدالرحمن الرحمانی حفظہ اللہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طاغوت کے تعاون سے جہاد

(شرعی جائزہ)

تالیف

حافظ محمد ابراہیم سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ

ٹاؤن شپ، لاہور

دار الاندلس

۴۔ لیک روڈ، چوبرجی لاہور

فون: 7230549-7231106

نام کتاب ______ طاغوت کے تعاون سے جہاد (شرعی جائزہ)

تالیف ______ حافظ محمد ابراہیم سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ

اشاعت اول ______

ناشر ______ دار الاندلس

ملنے کا پتہ

دار الاندلس

مرکز القادسیہ 4۔ لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون: 7230549-7231106-7240940

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ آج شرق وغرب میں حق وباطل کے معرکے برپا ہیں۔ مجاہدین کفر وطاغوت پر قہر الٰہی بن کر برس رہے ہیں۔ ان کی صفوں کو ادھیڑ رہے ہیں۔ اوران کی قوتوں کو بکھیر رہے ہیں۔ دشمن کی تمام تر تدبیریں ناکام ہورہی ہیں۔

لیکن افسوس کہ آج بھی کچھ مسلمان شکوک وشبہات میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک اشکال یہ ہے کہ یہ طاغوت کے ماتحت ہے اور ایجنسیوں کا جہاد ہے۔

محترم حافظ محمد ابراہیم سلفی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسی اعتراض کا کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیا ہے جو ہم ''دارالاندلس'' کی طرف سے پیش کررہے ہیں۔ اللہ صراط مستقیم پر قائم رکھے اور شہادت کی موت عطا فرمائے۔ آمین

آپ کا بھائی

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ''دارالاندلس''

طاغوت کے تعاون سے جہاد

شرعی جائزہ

سوال ۱: طاغوت کی تعریف کیا ہے؟ نیز قرآن وسنت سے طاغوت سے برتاؤ کی صورت کیا ہے؟

جواب (۱) طاغوت کی تعریف اور مفہوم:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الَّذِىْ جَعَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْلِيَآءَهٗ وَ جَعَلَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ الطَّاغُوْتِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ الَّذِىْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَ تَكُوْنَ كَلِمَةُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا السُّفْلٰى...... وَ اَمَّا بَعْدُ !!

اَلطَّاغُوْتُ : مِنْ طَغَى ، يَطْغِيْ وَ يَطْغُوْ (إِذَا جَاوَزَ الْحَدَّ)

اَلطَّاغُوْتُ : اَلْكَاهِنُ وَالشَّيْطَانُ وَ كُلُّ رَأْسٍ فِي الضَّلَالِ ـ

اَلطَّاغُوْتُ : اَلشَّیْطَانُ أَوِالْأَصْنَامُ أَوْ أَھْلُ الْکُھَّانَةِ وَرُؤُوسُ الضَّلَالَةِ۔

اَلطَّاغُوْتُ : اَلْکَاھِنُ وَالسَّاحِرُ وَالشَّیْطَانُ وَ مَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

اَلطَّاغُوْتُ : کُلُّ مَعْبُوْدٍ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ أَوْ مُطَاعٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ

اَلطَّاغُوْتُ : اَلْأَنْدَادُ وَالْأَوْثَانُ وَ مَا یَدْعُوْ إِلَیْهِ الشَّیْطَانُ مِنْ عِبَادَةِ کُلِّ مَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

اَلطَّاغُوْتُ : مَنْ عَدَلَ عَنِ الْکِتَابِ وَ السُّنَّةِ وَ التَّحَاکُمِ إِلٰی مَا سِوَاھُمَا مِنَ الْبَاطِلِ۔

اَلطَّاغُوْتُ : اَلشَّیْطَانُ فِیْ صُوْرَةِ إِنْسَانٍ یَتَحَاکَمُوْنَ إِلَیْهِ وَ ھُوَ صَاحِبُ أَمْرِھِمْ۔

اَلطَّاغُوْتُ : کُلُّ مَا عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ أَوْ صُدَّ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰہِ۔

اَلطَّاغُوْتُ : یُطْلَقُ لِکُلِّ بَاطِلٍ مِنْ مَعْبُوْدٍ أَوْ غَیْرِہٖ۔

طاغوت کی یہ تعریفات تفسیر فتح القدیر، ابن کثیر اور تفسیر بیضاوی سے نقل کی گئی ہیں۔ جن سے واضح ہوا کہ طاغوت کا اطلاق نافرمانی و سرکشی میں حد سے بڑھے ہوئے، شیطان، نجومی، جادوگر، بڑے گمراہ، بت اور ہر وہ چیز جس کی اللہ کے علاوہ پوجا ہو، اللہ

کی نافرمانی میں جس کی اطاعت ہو، کتاب وسنت کے علاوہ کسی کے ہاں فیصلہ لے جانا، جو خود اللہ کی عبادت سے رکے اور دوسروں کو روکے، وغیرہ پر ہوتا ہے۔ مصباح اللغات اور المنجد میں ہے ''کسی آدمی کا ظلم اور گناہوں میں حد سے بڑھ جانا، بدی اور شرارت کا سرغنہ۔

تفسیر تفہیم القرآن میں ہے:

''اللہ سے منہ موڑ کر انسان ایک ہی طاغوت کے چنگل میں نہیں پھنستا بلکہ بہت سے طواغیت اس پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ ایک طاغوت شیطان ہے، دوسرا آدمی کا اپنا نفس ہے اور بے شمار طاغوت باہر کی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بیوی اور بچے، اعزہ اور اقرباء، برادری اور خاندان، دوست اور آشنا، سوسائٹی اور قوم، پیشوا اور رہنما، حکومت اور حکام یہ سب اس کے لیے طاغوت ہی طاغوت ہوتے ہیں۔'' [1]

تفسیر احسن التفاسیر میں ہے:

''اللہ کی تعظیم کے سوا جس کسی کی تعظیم اللہ کی تعظیم کے برابر کی جائے اس کو طاغوت کہتے ہیں۔'' [1]

تفسیر اصدق البیان میں ہے:

''ہر وہ شخص جو حدود شکن ہو اور ہر وہ چیز جس کی اللہ کے سوا پرستش کی جائے

---

[1] البقرة : ۲۵۷، حاشیہ : ۲۸۸۔ [2] احسن التفاسیر : ۳۳۸/۱۔

اور نافرمانی میں حد سے تجاوز کرنے کی بنا پر ساحر، کاہن، سرکش اور ہر وہ چیز جو طریقۂ حق سے پھیرنے والی ہو اسے طاغوت کہتے ہیں۔'' (مفردات امام راغب) طاغوت کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس کی عبادت کرنا سرکشی کا اور حق وصداقت سے نکلنے کا سبب ہو خواہ کسی مخلوق کی عبادت ہو یا کسی لیڈر کی تقلید یا خواہشات کی تابعداری۔'' ①

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے:

''طاغوت کاہنوں کو بھی کہا جاتا ہے جو غیب دانی کے جھوٹے دعوے کر کے لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھنسایا کرتے ہیں۔ اس کا اطلاق شیطان پر بھی ہوتا ہے اور وہ شخص بھی طاغوت ہے جو کسی گمراہ مذہب، غلط نظریہ اور مضر عمل کا بانی اور کرتا دھرتا ہو اور وہ بھی طاغوت ہے جو احکام الٰہی کے خلاف اپنے وضع کردہ قوانین کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرے۔ طاغوت کا اطلاق کاہن اور شیطان پر بھی ہوتا ہے اور اس شخص کو بھی طاغوت کہتے ہیں جو کسی گمراہی کا سرغنہ ہو۔ طاغوت سے مراد وہ حاکم اور عدالت ہے جو احکام الٰہی کے خلاف مقدمات کا فیصلہ کرے۔'' ②

تفسیر تیسیر القرآن میں ہے:

''طاغوت ہر وہ باطل قوت ہے جو اللہ کے مقابلہ میں اپنا حکم دوسرے سے

---

① اصدق البیان: ۲/۴۱۹، ۴۰۰۔ ② ضیاء القرآن: ۱/۱۷۹، ۳۵۳، ۳۵۷۔

منوائے یا لوگ اللہ کے مقابلہ میں اس کے احکام تسلیم کرنے لگیں خواہ وہ کوئی مخصوص شخص ہو یا ادارہ ہو اور ظاہر ہے یہ مقتدر قسم کے لوگ ہی ہو سکتے ہیں خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی، مثال کے طور پر آج کل جتنی قومی، لسانی یا علاقائی تحریکیں چل رہی ہیں یہ سب اسلام کی رو سے ناجائز ہیں، اب جو شخص یا ادارہ ایسی تحریکوں کو چلائے گا وہ طاغوت ہے۔ اسی طرح شیطان بھی طاغوت ہے اور پیر فقیر بھی جو خود بھی معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی ایسی ہی تلقین کرتے ہیں، اسی طرح ہر انسان کا اپنا نفس بھی طاغوت ہو سکتا ہے۔"[1]

اب ہم سوال (ا) کے حصہ "ب" یعنی قرآن و سنت کی رو سے طاغوت کے ساتھ برتاؤ کی کیا صورت ہے؟ کو لیتے ہیں۔

طاغوت کی مذکورہ تعریفات و مفاہیم سے واضح ہوا کہ طاغوت طاغوت میں فرق ہے۔ ایک طاغوت وہ ہے جو کلمے کے اقراری ہے اور ایک طاغوت جو کلمے کا انکاری ہے۔ ظاہر ہے جو برتاؤ کلمے کے انکاری کے ساتھ ہوگا وہ کلمے کے اقراری یعنی کلمہ گو کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ قرآن و حدیث میں تو کلمے کا انکاری کافروں طاغوتوں کے مابین بھی فرق کیا گیا ہے کہ ایک طاغوت کافر ہے، کلمے کا انکاری ہے اور مسلمانوں سے سخت دشمنی رکھتا ہے اور ایک طاغوت کافر ہے، کلمے کا انکاری ہے، ہر مسلمان سے سخت

---

1. تیسیر القرآن: ۱۸۵/۱۔

دشمنی نہیں رکھتا بلکہ نرم رویہ رکھتا ہے۔ اب جو مسلمانوں کا دشمن طاغوت اور کافر ہے اس کے ساتھ سلوک اور برتاؤ الگ ہوگا اور جو غیر دشمن کافر ہے اس کے ساتھ برتاؤ الگ ہوگا۔

جس طرح یہ طاغوت الگ الگ ہیں اسی طرح ان سے برتاؤ بھی الگ الگ ہے۔ جس طاغوت کے ساتھ جو برتاؤ بھی اللہ کے نبی ﷺ نے کیا وہی ﴿ مَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ﴾ کی عملی تفسیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ لَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَ لَمْ یُخْرِجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَیْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ○ اِنَّمَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○﴾[1]

"اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ تمہیں جس بات سے روکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی کرو جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے اور تمہیں

[1] الممتحنة : ٨، ٩۔

تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے، ان سے جو لوگ دوستی کریں وہی ظالم ہیں۔"

طاغوت کی مذکورہ تعریف کے پیش نظر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے طاغوت ہونے میں کوئی تردد کی گنجائش ہے؟

نافرمانی و سرکشی میں حد سے گزرا ہوا، گمراہی کا سرغنہ، فتنہ پرور، اللہ کی راہ سے رکا ہوا اور لوگوں کو روکنے والا، نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو کمینہ اور ذلیل کہنے والا، جس کی شرارتوں سے پریشان ہو کر نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

"کون ہے جو مجھے اس کے حملوں سے بچائے کہ اس نے مجھے بہت ہی دکھ پہنچائے ہیں۔" ①

جس نے دین کو نقصان پہنچانے، کفر کرنے، اہل ایمان میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والوں کے لیے کمین گاہ (پناہ گاہ) مہیا کرنے کے لیے ایک مسجد ضرار بنائی۔ سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴾ ②

"اور بعض ایسے ہیں جنھوں نے ان اغراض کے لیے مسجد بنائی ہے کہ ضرر

① دیکھیے واقعہ افک کی صحیح احادیث، الرحیق المختوم: ٥٢٤ تا ٥٢٩

② التوبة: ١٠٧/٩۔

پہنچائیں اور کفر کی باتیں کریں اور ایمانداروں میں تفریق ڈالیں اور اس شخص کے قیام کا سامان کریں جو اس سے پہلے سے اللہ اور رسول کا مخالف ہے اور قسمیں کھا جائیں گے کہ بجز بھلائی کے اور ہماری کچھ نیت نہیں اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہیں۔''

نبی ﷺ نے بنی نضیر کے یہود کو دس دن کے اندر مدینہ سے نکل جانے کا نوٹس دیا جس کے مقابلہ میں عبداللہ بن ابی نے ان کو مدینہ سے نہ جانے کا پیغام دیا اور کہا کہ تم نبی ﷺ کو انکار کر دو میں دو ہزار آدمیوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ قرآن مجید کی سورۃ حشر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَ لَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ ﴾[1]

''کیا تو نے منافقوں کو نہ دیکھا؟ کہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تم جلاوطن کیے گئے تو ضرور بالضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر

[1] الحشر: ١١۔١٢۔

تم سے جنگ کی جائے گی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ قطعاً جھوٹے ہیں۔ اگر وہ جلاوطن کیے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ جائیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد (بھی) نہ کریں گے اور اگر (بالفرض) مدد پر آ بھی گئے تو پیٹھ موڑ کر (بھاگ کھڑے) ہوں گے پھر مدد نہ کیے جائیں گے۔"

جس کا دین سے خود رکنا اللہ نے سورۂ نساء میں بیان کیا اور لوگوں کو اللہ کے دین سے ہٹانے کا ذکر سورۂ مجادلہ اور سورۃ المنافقون میں اللہ نے خود کیا:

﴿ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴾[1]

"ان سے جب کبھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول (ﷺ) کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ سے منہ پھیر کر رکے جاتے ہیں۔"

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾[2]

"ان لوگوں نے تو اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں، ان کے لیے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔"

---

[1] النساء: ٦١۔ [2] المجادلة: ١٦۔

15085

﴿ اِتَّخَذُوْآ اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾[1]

''انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس اللہ کی راہ سے رک گئے بیشک برا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں۔''

طاغوت کی تعریف سے واقف اور حق کا متلاشی عبداللہ بن ابی کے طاغوت ہونے سے انکار نہیں کر سکتا مگر باوجود اس سب کے نبی ﷺ نے اس کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی حتیٰ کہ بعض صحابہ نے اجازت بھی طلب کی مگر آپ ﷺ نے اجازت نہ دی۔ بلکہ تقریباً ہر موقع اور ہر معرکہ میں ان کو ساتھ لیا حتیٰ کہ غزوۂ احد کے موقع پر عین اس وقت جب کہ وہ تین سو ساتھیوں کو لے کر واپس پلٹا تھا، کتنا نازک مرحلہ تھا اور تحریک اسلامی کو نقصان پہنچانے کی کس قدر گہری سازش تھی اور بڑا ہی موزوں وقت تھا اور معقول عذر تھا ان سے قتال کرنے کا۔ لیکن اس مرحلہ پر بھی ان سے یہی کہا جا رہا ہے:

﴿ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ﴾[2]

''آؤ! اللہ کی راہ میں جنگ کرو یا کم از کم دفاع (حفاظت) ہی کرو۔''

جبکہ ایسی ہی اسلام کے خلاف سازشیں کرنے پر ایک طاغوت کعب بن اشرف یہودی کو نبی ﷺ نے آپ قتل کروایا۔ وجہ یہ کہ وہ کلمے کا منکر طاغوت تھا اور عبداللہ بن ابی کو قتل کرنے کی اجازت نہ دی کیونکہ یہ کلمہ گو تھا گویا کہ اسے کلمے نے تحفظ دیا۔

[1] المنافقون: ۲۔ [2] آل عمران: ۱۶۷۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَإِذَا قَالُوهَا مَنَعُوا مِنِّي دِمَائَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ))[1]

"مجھے حکم ہے لوگوں سے قتال کا حتیٰ کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں، سو جب وہ یہ کلمہ کہہ (پڑھ) لیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اموال محفوظ کر لیے اور ان کا (اندرونی) حساب اللہ پر ہے۔ (یعنی ان کے اندر کے کفر یا منافقت کا)۔"

ایک وقت تھا کہ فارس اور روم دونوں ہی طاغوت تھے اور آپس میں لڑ رہے تھے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی ہمدردیاں رومی طاغوت کے ساتھ تھیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ الٓمٓ ○ غُلِبَتِ الرُّومُ ○ فِيٓ أَدْنَى الْأَرْضِ وَ هُم مِّنۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ ○ فِي بِضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَ مِنۢ بَعْدُ وَ يَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ○ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ○ ﴾[2]

"الم۔ رومی مغلوب ہو گئے ہیں۔ نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے

---

1. سنن ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب على ما يقاتل المشركون، حديث: ٢٦٤٠۔
2. الروم: ١۔٥۔

کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے چند سال میں ہی، اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس روز مسلمان شادمان ہوں گے اللہ کی مدد سے۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ اصل غالب اور مہربان وہی ہے۔"

سوال ۲: کیا مشرک سے جہاد میں تعاون لیا جا سکتا ہے؟

جواب: نبی اکرم ﷺ مکہ والوں سے مایوس ہو کر طائف والوں کی طرف گئے تا کہ کچھ حمایت حاصل ہو جائے یا مدد حاصل ہو جائے حالانکہ طائف والے بھی مشرک تھے۔

طائف کے سرداروں، کافروں کو آپ نے دعوت دی، انکار پر آپ ﷺ نے ان طاغوت سے فرمایا کہ تم پھر چپ ہی رہو تا کہ میں اپنا کام کر سکوں مگر وہ نہ مانے۔ آپ وہاں سے پتھر کھاتے واپس پلٹے اور عتبہ، شیبہ، ربیعہ کے بیٹوں کافروں کے باغ میں پناہ لی اور ان کافروں نے کچھ اشیائے خوردونوش سے آپ ﷺ کا تعاون کیا۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر کھایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں مشرکوں سے تعاون نہیں لیتا بلکہ مکہ میں واپسی کے لیے مشرکوں سے خود آپ ﷺ نے تعاون لیا۔ کوہ حرا کے قریب ٹھہر کر نبی ﷺ نے پہلے اخنس بن شریق کو پیغام دیا کہ وہ آپ کو پناہ دے دے مگر اخنس نے معذرت کر دی پھر آپ ﷺ نے سہیل بن عمرو ایک دوسرے مشرک کو یہی پیغام دیا لیکن وہ بھی معذرت کر گیا۔ آخر پھر نبی ﷺ نے مطعم بن عدی کو بلایا اور اس کی پناہ چاہی، اس نے ہاں کر لی اور پھر اس کو خوب نبھایا بلکہ مطعم نے اعلان کیا کہ قریش کے

لوگو! میں نے محمد ﷺ کو پناہ دی اور ابوجہل نے پوچھا کہ مطعم کیا مسلمان ہوگئے ہو یا صرف پناہ دی ہے؟ مطعم نے کہا! میں مسلمان نہیں ہوا صرف پناہ دی ہے۔ ابوجہل بولا جس کو تو نے پناہ دی اس کو ہم نے بھی پناہ دی۔ اس کا فائدہ نہ صرف یہ ہوا کہ آپ ﷺ مکہ میں بحفاظت پہنچے اور رہے بلکہ آئندہ اس مطعم مشرک کے تعاون سے خوب آپ ﷺ نے کھل کر دعوت کا کام کیا۔'' ①

اور غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

''اگر آج مطعم زندہ ہوتا اور ان ناپاک قیدیوں کے بارے میں بات کرتا تو اس کے کہنے پر میں سب کو چھوڑ دیتا۔'' ②

رہا معاملہ اس حدیث کا جس میں نبی ﷺ نے ایک مشرک کو واپس کیا اور فرمایا واپس جا میں مشرک سے تعاون نہیں لیتا سو اس حدیث پر صحیح مسلم میں یہ باب یعنی عنوان قائم کیا ہے کہ:

« بَابُ كَرَاهِةِ الْإِسْتِعَانَةِ فِي الْغَزْوِ بِكَافِرٍ اِلَّا لِحَاجَةٍ أَوْ كَوْنِهٖ حُسْنُ الرَّأْيِ فِي الْمُسْلِمِيْنَ »

''جنگ (جہاد) میں کسی کافر سے تعاون لینا درست نہیں مگر دو حالتوں میں سے کسی ایک میں:

ا۔ حالات کی سختی اور ضرورت اس تعاون کی متقاضی ہو۔

① الرحیق المختوم: ۱۹۷ تا ۲۰۴۔

② صحیح بخاری، کتاب المغازی، حدیث: ۴۰۲۳۔

۲۔ وہ کافر مسلمانوں کے بارے میں اچھی رائے اور نرم رویہ رکھتا ہو۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَقَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ الْآخَرِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِسْتَعَانَ بِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ قَبْلَ إِسْلَامِهِ))

''دوسری حدیث میں آ چکا ہے کہ نبی ﷺ نے صفوان بن امیہ سے جبکہ وہ کافر تھا ایک جنگ میں مدد لی۔''

مزید لکھتے ہیں:

((وَ قَالَ الشَّافِعِيُّ وَ آخَرُوْنَ إِنْ كَانَ الْكَافِرُ حُسْنُ الرَّأْيِ فِيْ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعَتِ الْحَاجَّةُ إِلَى الْإِسْتِعَانَةِ بِهٖ أُسْتُعِيْنَ بِهٖ وَ إِلَّا فَيُكْرَهُ))

''امام شافعی اور دیگر محدثین نے فرمایا اگر کافر مسلمانوں کے بارے میں اچھی رائے اور نرم رویہ رکھتا ہے اور ضرورت اس سے تعاون کا تقاضا کرتی ہے تو اس سے تعاون لیا جائے گا ورنہ نہیں۔''

اس لیے فرماتے ہیں کہ:

((وَ حَمَلَ الْحَدِيْثَيْنِ عَلٰى هٰذَيْنِ الْحَالَيْنِ))

''دونوں حدیثوں کو ان دونوں حالتوں پر محمول کیا جائے گا۔'' [1]

---

[1] صحیح مسلم مع نووی جزء ۱۲ کتاب الجهاد کی آخری حدیث۔

نبی کریم ﷺ کا کفار نے بائیکاٹ کر دیا، آپ شعب ابی طالب میں محصور ہوگئے۔ اس وقت بنو ہاشم اور بنو مطلب نے نبی اکرم ﷺ کا ساتھ دیا۔ کفار بھی نبی ﷺ کی حمایت میں اس شعب میں محصور ہوگئے۔ کیا نبی ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ بھائی تمہاری مدد کی مجھے ضرورت نہیں؟ نکلو یہاں سے: ((لَنْ أَسْتَعِينَ بِمُشْرِكٍ)) ''میں کسی مشرک سے مدد نہیں لوں گا۔'' ایسا قطعاً نہیں فرمایا۔

نبی اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کرتے ہیں تو مکہ سے مدینہ کا راستہ بتانے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی اجرت پر رکھ لیا۔ صحیح بخاری میں آتا ہے، مشرک تھا، ((هَادِيًا خِرِّيتًا)) بڑا ماہر تھا۔ اگر راستے میں جنگ ہو جاتی تو کیا خیال ہے جب وہ مشرک نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑتا تو نبی اکرم ﷺ اس کو کہتے کہ نہیں چل تو نکل جا یہاں سے، تیری مدد کی ضرورت نہیں، کیونکہ تو مشرک ہے؟

معلوم ہوا کہ کلمہ گو مشرک اور کلمے کا منکر مشرک ان کے درمیان تو فرق ہے ہی، قرآن نے تو کلمے کے منکر مشرکوں اور کافروں کے درمیان بھی فرق کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ

تَوَلَّوْهُمْ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾[1]

''اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ وہ تمہیں جس بات سے روکتا ہے وہ تو یہ ہے کہ تم ان لوگوں سے دوستی کرو جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے۔ ان سے جو دوستی کریں وہی ظالم ہیں۔''

بلکہ حالات وضرورت کے پیش نظر سخت قسم کے کافر اور مشرک اور طاغوت سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کا کام کسی کافر و فاجر سے بھی لے سکتا ہے۔[2]

غزوۂ احد کے زخمیوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قزمان بھی ملا اس نے جنگ میں خوب خوب داد شجاعت دی تھی اور تنہا سات یا آٹھ مشرکوں کو تہ تیغ کیا تھا۔ وہ جب ملا تو زخموں سے چور تھا لوگ اسے اٹھا کر بنوظفر کے محلے میں لے گئے اور مسلمانوں نے خوشخبری سنائی۔ کہنے لگا واللہ! میری جنگ تو محض اپنی قوم کے ناموس کے لیے تھی اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں لڑائی ہی نہ کرتا۔ اس کے بعد جب اس کے زخموں نے شدت

---

❶ الممتحنة: ٨-٩۔ ❷ صحیح بخاری، کتاب الجهاد، حدیث: ٣٠٦٢۔

اختیار کی تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کر کے خودکشی کر لی۔ ادھر رسول اللہ ﷺ سے اس کا جب بھی ذکر کیا جاتا تھا تو فرماتے تھے کہ وہ دوزخی ہے۔ [1]

غزوۂ احد کے مقتولین میں ایک بنو ثعلبہ کا یہودی تھا، اس نے اس وقت جبکہ جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے اپنی قوم سے کہا: ''اے جماعت یہود! اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی مدد تم پر فرض ہے۔ یہود نے کہا مگر آج تو سبت (ہفتہ) کا دن ہے۔ اس نے کہا تمہارے لیے کوئی سبت نہیں۔ پھر اس نے اپنی تلوار لی، ساز و سامان اٹھایا اور بولا اگر میں مارا جاؤں تو میرا مال محمد ﷺ کے لیے ہے، وہ اس میں جو چاہیں گے کریں گے۔ اس کے بعد میدان جنگ میں گیا اور لڑتے بھڑتے مارا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مخیریق بہترین یہودی تھا۔'' [2]

ابو طالب، ابوالبختری بن ہشام، مطعم بن عدی، ابوالولید عتبہ بن ربیعہ، ابن دغنہ، عاص ابن وائل، زہیر بن امیہ، ہشام بن عمرو، زمعہ بن اسود وغیرہ یہ سب کافر مشرک طاغوت ہی تھے۔ اللہ نے ان سے بڑے اہم مواقع پر کام لیا۔ (تفصیل کے لیے کتب سیرۃ مثلاً ابن ہشام، زادالمعاد، رحمۃ للعالمین، الرحیق المختوم وغیرہ کا مطالعہ کیجیے)

ہاں جب حالات سازگار ہوں، سلطہ اور قوت موجود ہو اور ضرورت کسی کافر و مشرک اور بے دین سے تعاون کا تقاضا بھی نہ کرتی ہو تو مشرکوں کی کسی پیش کش کو رد بھی کیا جا سکتا ہے۔

---

1. زاد المعاد : ۹۷/۲ ۔ ابن ہشام : ۸۸/۲ ۔ الرحیق المختوم : ۴۳۹ ۔
2. ابن ہشام : ۸۹/۲ ۔ الرحیق المختوم : ۴۳۹ ۔

نبی ﷺ کی سیرت کے دونوں پہلو ہمارے سامنے ہیں۔ ایک طرف مدینہ میں یہود جیسے طاغوت کے ساتھ امن اور آشتی کے ساتھ رہنے اور دفاعی معاہدے ہو رہے ہیں تو دوسری طرف عرب کے ایک بڑے طاغوت کے ساتھ معاہدہ حدیبیہ طے پا رہا ہے۔ اگر کہا جائے کہ مدینہ میں معاہدات میں نبی ﷺ کو حکم تسلیم کیا گیا تھا تو گزارش ہے کہ یہی تو اس موقف کی تائید ہے کہ جب سلطہ، قوت اور حکمرانی کے باوجود طاغوت سے تعاون کا معاہدہ ہوسکتا ہے تو حالات کی ناسازگاری، ضرورت کے تقاضا اور قوت کے نہ ہونے کے مواقع پر تو بالاولیٰ ہوسکتا ہے۔

یہود سے معاہدے کر کے ان کی طرف سے بے خطر اور مطمئن ہو کر عرب کے دوسرے طاغوت کا پیچھا کیا اور ان کی قوت کو کمزور کیا اور معاہدہ حدیبیہ سے اس طاغوت کی طرف سے مطمئن ہو کر دوسرے کافروں اور مشرکوں کا قلع قمع کیا۔ خیبر فتح کر کے یہود کی بچی کھچی قوت کا بھی خاتمہ ہوا۔ پھر پورے عرب حتیٰ کہ فارس اور روم کے طاغوتوں کی طرف بھی دین کے داعی، سفیر اور دعوتی خطوط روانہ کیے گئے۔ ان فوائد، میں ان معاہدوں میں موجود حکمتوں کا ہی بڑا عمل دخل تھا۔

رہی بات جہاد کشمیر میں حکومت کے ساتھ مجاہدین کے معاملات کی تو اب تک تو ایسا کوئی معاہدہ سامنے نہیں آیا اور امید ہے کوئی ہے بھی نہیں، جس میں مجاہدین حکومت کے موجودہ نظام کار میں فریق بنے ہوں۔ البتہ فوج کے ساتھ جہاد کے حوالے سے راستے کا تعاون یا اسی طرح کا جہادی ضرورت کا ساز وسامان کا معاملہ تو یہ مجاہدین کا

حق ہی نہیں بلکہ فوج پر بھی فرض ہے کیونکہ وہ بھی کلمہ گو ہیں اور ہندو کے خلاف جہاد کے حامی ہیں۔

اللہ نے تو کافروں اور مشرکوں کے بارے حکم دیا ہے:

﴿ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾[1]

''اور ایک دوسرے سے نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں پر ہرگز تعاون نہ کرو۔''

سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہی اس وقت ہوئی جب اہل اسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ میں عمرہ اور حج کو آنے والے کافروں اور مشرکوں کے راستے روکنے کا پروگرام بنایا۔ اس سے اللہ نے منع کرتے ہوئے فرمایا ایک دوسرے سے بھلے کاموں میں تعاون کرو اور برے کاموں سے کنارہ کش رہو۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ابن دغنہ کافر سے تعاون لیا اور اس کی پناہ میں رہے۔ سو جب ایک اچھے کام میں کلمے کے منکر کافر سے تعاون کرنے اور کروانے کا حکم ہے تو کلمے کے اقراری سے کونسا حکم مانع ہے؟

اس معاملہ میں اب دیکھئے رسول اللہ ﷺ کی فیصلہ کن پیشگوئی:

حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

[1] المائدہ: ۵/۲۔

''مسلمانو! وہ وقت آنے والا ہے جب تم رومی صلیبی عیسائیوں سے امن والی صلح کا معاہدہ کرو گے پھر تم اور رومی مل کر اپنے ایک دشمن سے لڑو گے چنانچہ اللہ کی طرف سے اس دشمن کے خلاف تمہاری مدد ہوگی اور تم صحیح سلامت غنیمت کا مال لے کر واپس پلٹو گے اور ایک سرسبز شاداب ٹیلوں والی جگہ پر تمہارا پڑاؤ ہوگا کہ وہاں ایک صلیبی اپنی صلیب کو اونچا کر کے اعلان کرے گا کہ صلیب کو غلبہ ہوا ہے۔ اس پر اہل اسلام کا ایک آدمی (مجاہد) غضبناک ہو کر اس صلیب کو توڑ ڈالے گا۔ تب وہ رومی معاہدہ توڑ کر مسلمانوں سے لڑنے کو اکٹھے ہو جائیں گے اور مسلمان بھی اپنا اسلحہ تھام کر خوب ان عیسائیوں صلیبیوں سے لڑیں گے تو اللہ مسلمانوں کی اس جماعت کو شہادت کی عظیم نعمت سے نوازے گا۔'' ①

میرے موقف کی تائید میں اس سے بڑی اور واضح دلیل کیا ہوگی؟ اللہ دل کی آنکھیں نصیب فرمائے۔ (آمین!)

سوال۳: صحیح مسلم کتاب الامارۃ میں حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اندھے جھنڈے تلے جہاد ہوگا'' اس کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: حدیث کچھ اس طرح ہے:

((مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ ، أَوْ يَدْعُو إِلَى

① ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ ، کتاب الفتن ، باب الملاحم فصل ثانی۔

عَصُبِيَّةٍ، أَوْ يَنْصُرُ عَصُبِيَّةً، فَقُتِلَ ، فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ))①

''جو کوئی لڑا اندھے نشان کے تحت کہ وہ غضبناک ہوا عصبیت کے لیے یا بلایا اس نے عصبیت کے لیے یا مدد کرتا ہے عصبیت پر اور وہ مارا گیا تو یہ مرنا اس کا جاہلیت کا ہوگا۔''

اس حدیث کا مفہوم تو خود حدیث میں ہی واضح ہے کہ ایک شخص وجوہات قتال فی سبیل اللہ میں سے کسی ایک پر بھی نہیں بلکہ محض عصبیت پر لڑتا ہے، اس کا یہ لڑنا مرنا جاہلیت کا ہوگا۔

امام نووی رحمہ اللہ اندھے جھنڈے کا مفہوم لکھتے ہیں: (وَ هُوَ الْأَمْرُ الْأَعْمٰى لَا يَسْتَبِيْنُ وَجْهُهٗ) ''ایسا مبہم معاملہ جس کا کوئی مقصد واضح ہی نہ ہو اور لکھتے ہیں۔ (كَذَا قَالَهُ أَحْمَدُ ابْنُ حَنْبَلَ وَالْجَمْهُوْرُ) ''یہی مفہوم اس کا احمد ابن حنبل اور جمہور محدثین نے بیان کیا ہے۔'' (قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ هٰذَا كَتُقَاتِلُ الْقَوْمَ لِلْعَصُبِيَّةِ) ''اسحاق بن راھویہ نے کہا جیسا کہ تیرا کسی قوم سے عصبیت کی بنا پر لڑنا۔'' (وَ مَعْنَاهُ إِنَّمَا يُقَاتِلُ عَصُبِيَّةً لِقَوْمِهٖ وَ هَوَاهُ) ''اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کی عصبیت اور اپنی نفسانی غرض پر لڑتا ہے۔'' ②

کیا لشکر طیبہ کے مجاہدین کسی عصبیت اور نفسانی غرض سے لڑ رہے ہیں؟ کیا ہندو ایسے کافر و ظالم اور غاصب پر یلغار کرنا اور اسے اپنی سرزمین سے بھگانا کوئی واضح مقصد

① صحیح مسلم، کتاب الامارۃ: حدیث: ۱۸۴۸۔
② صحیح مسلم، مع شرح نووی جزء ۱۲ ص ۲۳۸، کتاب الامارۃ۔

نہیں؟ دن کے وقت اگر کوئی آنکھیں بند کر کے کہے کہ سورج ہی نہیں تو اس میں سورج کا تو کوئی قصور نہیں۔

سوال ۴: جہاد افغانستان سے کیا ملا؟ ممکن ہے جہاد کشمیر کی بھی یہی صورتحال ہو؟

جواب: جہاد افغانستان کو مشکوک کرنے اور جہاد کے ثمرات وفوائد پر پردہ ڈالنے کے لیے تو یہ سازش کی گئی کہ افغانیوں کو جہاد سے ہٹا کر حکومت بنانے میں لگا دیا گیا اور یوں یہ صورت حال پیش آ گئی۔ مانا کہ یہ صورت حال نہایت ہی تکلیف دہ ہے لیکن کیا اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ بات یہ نہیں ہے کہ روسی کافر وہاں رہتا، عصمتیں پامال کرتا، کمیونزم زندہ باد کے نعرے لگا کر اعلان کرتا رہتا کہ ہم نے مسلمانوں کے اللہ کو افغانستان میں دفن کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں کافر کی یہ ایک سازش تھی اور اس میں مسلمان استعمال ہوا وہاں اس سے کہیں بڑی سازش یہ ہے کہ مسلمان ہی کو استعمال کر کے اس کے منہ میں یہ زباں دے دی گئی کہ چونکہ یہ صورت حال ہوئی ہے لہٰذا افغانستان کا جہاد، جہاد ہی نہیں تھا اور اس کا نقصان ہی ہوا کوئی فائدہ نہیں ہوا چونکہ اسی صورتحال کا امکان کشمیر میں بھی ہے لہٰذا کشمیر کا جہاد بھی کوئی جہاد نہیں۔ افسوس کہ اس سازش میں بعض مخلص ساتھی بھی اپنے بہت ہی زیادہ اخلاص مگر کم فہمی اور منہج جہاد کی بصیرت کے فقدان سے غیر شعوری طور پر ''مدعی سست اور گواہ چست'' کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ

الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّكُفَّ بَأْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَأْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴾[1]

''تو اللہ کی راہ میں جنگ کرتا رہ، تجھے صرف تیری ذات کی نسبت حکم دیا جاتا ہے، ہاں ایمان والوں کو رغبت دلاتا رہ، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کی جنگ کو روک دے اور اللہ تعالیٰ سخت لڑائی والا ہے اور سزا دینے میں بھی سخت ہے۔''

افغانستان کے جہاد سے اللہ نے روسی کمیونسٹ کافر کو برباد کیا، روس ٹکڑے ہوا، کمیونزم کی بربادی ہوئی۔ نہ صرف افغانستان آزاد ہوا بلکہ تقریباً پون صدی سے جن علاقوں اور ریاستوں کو غصب کیا ہوا تھا، وہ بھی آزاد ہوئیں۔ ویران مسجدیں آباد ہوئیں، بند اذانیں گونجنے لگیں، لٹتی عزتیں محفوظ ہوئیں، حج کے لیے بند راستے کھل گئے اور لگی ہوئی پابندیاں اٹھ گئیں۔ صدائے تلاوت قرآن بلند ہونے لگی اور ہر طرف اسلام، اسلام کا نام لیا جانے لگا۔ جہاد سے ہونے والے ان فوائد سے آنکھیں کیسے بند کر لی جائیں۔ اللہ نہ کرے اگر کشمیر میں بھی ایسی کوئی سازش کامیاب ہو جائے مگر ہندو ذلیل ہو کر مارا جائے اور بھگایا جائے، ہندومت برباد ہو جائے اور انڈیا کے ٹکڑے ہو جائیں، یوں ہر طرف اسلام، اسلام ہو جائے اور کفر جو اس وقت بھی لرزاں ہے بالکل ہی لرز جائے۔ بتائیے! ہمارے لیے کشمیر کی موجودہ صورت حال زیادہ خطرناک اور تکلیف دہ ہے یا کہ آئندہ جہاد کے نتیجے میں ہونے والی امکانی صورتحال؟ اگر افغانستان والی صورت حال

---

[1] النساء: ۸٤۔

کشمیر میں بھی ہونے کا ذہنوں میں خیال ہو تب بھی ہر مسلمان کو اس جہاد کشمیر میں حسب استطاعت شامل ہونا چاہیے تاکہ مذکورہ فوائد جلد حاصل ہوں اور جہاد اپنا اگلا شکار کرنے کو راستہ بنائے۔ اگر شمولیت ممکن نہ ہو تو ہر مسلمان کو ان سازشی جملوں سے اپنی زبان کو بچانا چاہیے کہ جی کشمیر کا جہاد کوئی جہاد نہیں، افغانستان کے جہاد سے کیا ملا؟ کشمیر کے جہاد سے کیا ملنا ہے؟ کشمیر سے پہلے پاکستان میں جہاد کرنا چاہیے۔ گزشتہ دنوں ایک نمازی ساتھی نے بتایا کہ میں نے ریڈیو آن کیا تو اتفاقاً انڈیا ریڈیو کی گفتگو کانوں میں پڑی جو لشکر طیبہ کا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ لشکر طیبہ والے جہاد کے نام سے کشمیر میں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ اگر یہ جہاد ہو تو پہلے یہ جہاد ان کو پاکستان میں کرنا چاہیے کہ پاکستان میں کونسا اسلام نافذ ہے، پاکستان میں قتل و غارت ہوتی ہے، عزتیں لٹتی ہیں وغیرہ وغیرہ، لہٰذا ان کو پہلے پاکستان میں جہاد کرنا چاہیے۔

سوال ۵: کیا طاغوت کے انڈر (ماتحت) رہ کر جہاد کیا جا سکتا ہے؟

جواب: گزارش یہ ہے کہ یہ سوال دوسرے ارکان اسلام کے متعلق کیوں نہیں کیا جاتا بلکہ پہلے تو اس پر غور ہونا چاہیے کہ طاغوت کے ملک میں طاغوتی حکومت، طاغوتی نظام اور طاغوتی عدالت کے انڈر رہنا اور طاغوتی ٹیکس ان کو ادا کرنا کیسا ہے؟ چلو اس کے لیے تو کوئی مجبوری کا بہانہ ہو سکتا ہے لیکن نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج یہ تو اسلام کے ارکان ہیں اور خصوصاً حج کا معاملہ تو ''الف'' سے لے کر ''ی'' تک یعنی حج درخواستیں جمع ہونے سے لے کر حج کی ادائیگی کے بعد واپس آنے تک، سارا معاملہ ہی طاغوتی حکومتی ایجنسیوں کے انڈر ہے۔ ممالک اسلامیہ کے حکمران تو پھر کلمہ گو ہیں پوری دنیا کے

کافروں کے ملکوں کی کافر حکومتوں سے ہر سال مسلمان حج کی درخواستیں منظور کرا کے ان طاغوتوں کے اندر رہ کر حج کرتے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان یا کوئی مفتی فتویٰ دے گا کہ انڈیا کے مسلمان جو ہر سال حج کرتے ہیں ان کا کوئی حج نہیں اور کیا ہوا حج اور اس پر لگائی ہوئی تمام رقم ضائع ہے کیونکہ یہ طاغوت کے انڈر رہ کر ہوتا ہے۔

آخر یہ اشکال صرف جہاد بلکہ صرف جہاد کشمیر ہی پر کیوں کیا جاتا ہے؟ جبکہ جہاد تو اب عراق، چیچنیا، افغانستان میں بھی ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے وہاں بھی بہت سارے مجاہدین دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے ہیں اور وہ بھی اپنی حکومتوں کے انڈر ہیں، ان ملکوں کی ایجنسیوں کی ماتحتی کے بغیر تو نہیں آ گئے۔

جیسا کہ آج انڈیا میں رہنے والے مسلمان کافر ہندو طاغوت کے ماتحت ہیں اگر وہاں کی حکومت کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کو اجازت دے کہ جاؤ عراق میں جا کر اپنے مسلمان مجاہد بھائیوں سے مل کر جہاد کرو کیونکہ وہاں امریکی قابض ہو گئے ہیں اور وہ ظلم کر رہے ہیں، تم بھی اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کرو اور کچھ مسلمان نوجوان نکلیں اور جہاد کریں تو ان سے یہ کہا جائے گا کہ چونکہ تم کافر ہندو کے ماتحت ہو اس لیے تمہارا کوئی جہاد نہیں۔ کیسی فضول سی بات ہے؟ نہیں بلکہ جیسے نماز، روزہ اور حج جیسے ارکان اسلام ان کی ماتحتی میں ہو سکتے ہیں تو جہاد کے ہونے میں بھی کوئی چیز مانع نہیں۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))[1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب ان الله يؤيد الدين ... حديث: ۳۰۶۲۔

"بے شک اللہ تعالیٰ اس دین کو کسی فاسق وفاجر آدمی کے ذریعے قوت ضرور دے دیتا ہے۔"

اس حدیث میں دین سے مراد جہاد ہے کیونکہ یہ ارشاد رسول اللہ ﷺ نے عین جہاد کے موقع پر میدان جہاد میں ہی ارشاد فرمایا ہے۔ اسی لیے محدثین اس حدیث کو کتاب الجہاد میں لائے ہیں بلکہ رئیس المحدثین امام بخاری رحمہ اللہ نے تو صحیح بخاری میں اس حدیث پر باب یعنی عنوان ہی یہ قائم کیا ہے۔ (اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)[1]

جس کا معنی یہ ہوا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اس جہاد کو فاجر آدمی کے ذریعے قوت اور مضبوطی دے دیتا ہے۔

اب فاجر قرآن مجید میں کافر کو بھی کہا گیا ہے اور منافق کو بھی اور اس حدیث میں تو خاص منافق کے حوالے سے ہی فاجر کا لفظ آیا ہے اور فاجر حکمران بھی ہوتے ہیں۔ اب اگر اللہ کسی کافر حکمران کے ذریعے جہاد کو مضبوط کرے اور اس بادشاہ اور حکمران کے ملک کے رہنے والے مسلمان اس کے ماتحت ہی ہوں گے سو ان ماتحت مسلمانوں کا کیا ہوا جہاد، جہاد ہی ہوگا۔ (ان شاء اللہ)۔

ہجرت جہاد ہی کا مقدمہ ہے اور ارکان دین میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ جانے کا حکم دیا جو کہ عیسائیوں کا ملک تھا اور وہاں کا بادشاہ عیسائی تھا، مگر عادل بادشاہ تھا وہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا تھا۔ جو مسلمان ہجرت

[1] صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ۱۸۲۔

کر کے وہاں گئے وہ اس بادشاہ پر حکمران بن کر رہے یا اس کے ماتحت۔ ظاہر ہے ماتحت ہو کر ہی رہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو خود بھی مہاجرین میں شامل تھیں، فرماتی ہیں:

''ہم نجاشی کے پاس ایک اچھے پڑوسی کے ''زیر سایہ'' مقیم رہے۔''[1]

اور اس نجاشی عیسائی بادشاہ نے بھی ان سے کہہ دیا کہ تم میرے ملک میں امن و امان سے رہو۔ سو یہ مہاجرین اسی کے ''زیر سایہ'' یعنی انڈر اور ماتحت رہے۔ ان مہاجرین میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کی زوجہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بھی تھے جن کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔''[2]

کیا خیال ہے کہ ان مہاجرین کا ہجرت کرنا اور وہاں رہنا فی سبیل اللہ ہوا کہ نہیں؟

سیرت کی کتابوں میں مکہ میں ''حلف الفضول'' کے نام سے ہونے والے عہد و پیمان کا ذکر تفصیل سے ملتا ہے۔ یہ اصل میں ظلم کے خاتمہ کے لیے اٹھنے والی ایک تحریک تھی جس کے محرک بھی مشرک کافر ہی تھے اور اس کا سربراہ عبداللہ بن جدعان تیمی ایک مشرک و کافر ہی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تحریک میں شریک تھے۔ شرف رسالت سے مشرف ہونے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ:

''میں عبداللہ بن جدعان کی سربراہی میں اس مکان پر ہونے والے ایسے

---

[1] الرحیق المختوم: ۱۴۵۔ [2] الرحیق المختوم: ۱۳۹۔

معاہدے میں شریک تھا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہیں اور اگر دور اسلام میں مجھے اس کے لیے بلایا جاتا تو میں لبیک کہتا۔" [1]

بھائیو! تو یہ سمجھ آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی امت کے لیے واضح حکم کی حیثیت رکھتا ہے کہ ظلم کے خلاف اٹھنے والی تحریک کے محرک و سربراہ اگر چہ کافر ہی ہوں مسلمانوں کو اس میں اپنا کردار ضرور ادا کرنا چاہیے اور خاص کر جب ظلم مسلمانوں پر ہو رہا ہو۔ مثال کے طور پر آج امریکہ کے کافروں نے مسلمانوں پر جو ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے کل کلاں اللہ ایسے حالات بنا دیتا ہے کہ کسی کافر ملک کا سربراہ اس کے خلاف اپنے ساتھ کچھ اور کافر ملکوں کو بھی ملا لیتا ہے اور وہ امریکہ سے جنگ چھیڑ دیتے ہیں تو کیا مسلمان یہ سمجھ کر کہ یہ جنگ کافروں نے چھیڑی ہے اس سے پیچھے رہیں گے، نہیں بلکہ موقع غنیمت جانتے ہوئے اس میں کود جانا چاہیے، یہ ان کا ان شاء اللہ جہاد ہوگا جس کا یہ اللہ کے ہاں اجر پائیں گے۔ اگر چہ ان کافروں کی یہ ایک عام جنگ ہی ہوگی جس کا انہیں قیامت میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس حدیث سے یہی بات سمجھ آتی ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک معرکہ میں میدان جہاد میں ایک منافق کے مرنے پر جب بعض صحابہ نے کہا کہ یہ جنتی ہے تو آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بھیج کر یہ اعلان کروایا کہ:

« لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ وَ إِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ

---

[1] ابن هشام، مختصر السيرة، الرحيق المختوم: ص ۸۷۔

بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ» [1]

''جنت میں صرف مسلمان ہی جائے گا البتہ اللہ اس دین (جہاد) کو کسی کافر و فاجر کے ذریعے قوت ضرور دے دیتا ہے۔''

مکہ میں ظلم کے خاتمہ کے لیے اٹھنے والی تحریک ''حلف الفضول'' کے سربراہ عبداللہ بن جدعان کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے پوچھا تھا کہ ''آیا اس کو قیامت کے دن کوئی فائدہ ہوگا؟'' تو آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیا کیونکہ وہ مشرک کافر تھا تو قیامت کے دن فائدے سے بھی محروم رہا، البتہ اللہ نے دنیا میں اس سے ظلم کے خاتمے کا کام لے لیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے مقابلہ میں مکے کے کئی ایک کافر سرداروں سے اس صحیفہ کو چاک کرانے کا کام لے لیا جس سے نبی ﷺ اور آپ کے خاندان کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا۔ تین سال کے عرصہ کے بعد اس معاہدہ میں شامل کافروں کو ہی اللہ تعالیٰ نے اس ظلم کے خلاف ابوجہل کے مقابلہ میں لاکر آپ پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ کر دیا۔ [2]

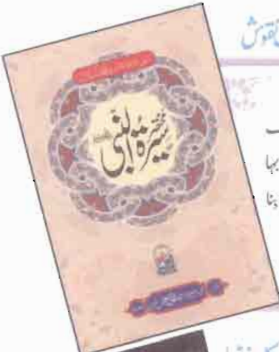
« هَذَا مَا عِندِي وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ »

---

1. صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب إن الله ليؤيد الدين بالرجل الفاجر، حدیث: ۳۰۶۲۔
2. الرحیق المختوم: ۱۶۹۔

مختصر سیرۃ النبی ﷺ

رسول اکرم ﷺ کی سیرت کے تابناک نقوش

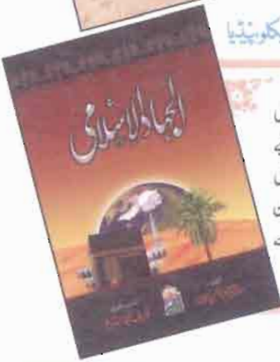


بین الاقوامی شہرت یافتہ مصنف کی بلند پایہ تصنیف ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ہر مبتدی اور منتہی کیلئے بیش بہا خزینہ ادب و معلومات ہے جو اپنے دلچسپ اسلوب تحریر کی بنا پر شروع سے آخر تک کے مطالعہ پر آپ کو مجبور کر دے گی۔

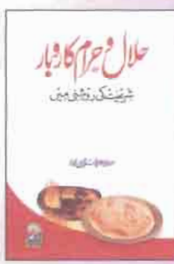
ان شاءاللہ

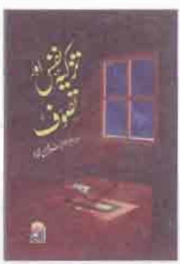
الجہاد الاسلامی

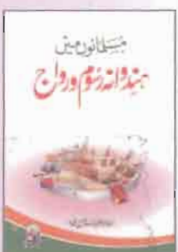
جہاد کے احکام و مسائل کا انسائیکلوپیڈیا



انسانوں کی دینی زندگی میں اجتماعی رنگ پیدا کرنے کی اساس...... مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وابستگی کے لیے انتہائی ثمربار... خلیفہ و امیر کی اطاعت و فرمانبرداری کا اصل میدان...... نظام خلافت و امارت کے حصول کا صحیح ترین راستہ... اور خلافت و امارت کے ثمرات و برکات سے فیض یاب ہونے کا عظیم ترین ذریعہ ہے۔







دار الاندلس

۴-لیک روڈ، چوبرجی لاہور

فون: 7230549-7231106 - 7240940